ہندوستان میں علوم حدیث کی تالیفات

از

(شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن الاعظمی)

"برہان (اگست وستمبر (دسمبر ۱۹۵۳ء) میں مسطورہ بالاعنوان کے ماتحت مولانا ابوسلمہ شفیع احمد بہاری کا مضمون پڑھ کر خیال ہوا کہ اگرچہ مولانا نے تمام تالیفات کے استیعاب کا ارادہ نہیں کیا ہے تاہم اس سلسلہ کی جن تالیفات کا اب تک ذکر نہیں ہوا ہے ان میں سے جن کے نام اس وقت ذہن میں ہیں، ان کو بھی پیش کر دیا جائے تو خالی از فائدہ نہیں ہے، ذیل کی سطریں اسی خیال کی تکمیل ہیں"۔

(۱) ترجمہ مشارق الانوار، علوم حدیث کی ہندوستانی تالیفات میں یہ ایک قدیم تالیف ہے ملا عزیز اللہ مداری لکھتے ہیں۔

شیخ سلیمان محدث کہ از فحول محدثین بودہ صاحب ترجمہ صغانی ست در ہشتصد و شصت و پنج تمام کردہ بنظر شریف میر سید صدر جہاں گزرانیدہ۔[1]

شیخ سلیمان محدث زبردست محدثین میں سے تھے انھوں نے صغانی (مشارق الانوار) کا ترجمہ کیا ہے ۸۶۵ھ میں ترجمہ پورا کر کے میر سید صدر جہان کی خدمت میں پیش کیا۔

(۲) معدن الاسرار شرح مدارج الاخبار، مولانا ابوسلمہ صاحب نے جس مدارج الاخبار کا ذکر اپنے مضمون میں کیا ہے[2] یہ کتاب اسی کی شرح ہے، شرح ومتن دونوں خواجہ مبارک بن شیخ ارزانی

---

[1] تحفۃ الابرار قلمی ورق ۲۱ [2] اس کتاب کا ذکر مولوی ابویحیٰی امام خاں نوشہروی شرح مشارق کے سلسلہ میں کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو معارف دسمبر ۱۹۴۵ء) مولانا ابوسلمہ بہاری نے شاید سہواً اس کو غیر مذکورہ تالیفات میں شمار کر دیا، ہاں سابق الذکر کا مدارج الاخبار کو شرح مشارق لکھنا صحیح نہیں ہے،

کی کاوش و محنت کا نتیجہ ہیں، معدن الاسرار کا سال تصنیف ۹۵۲ھ ہے، اور اس کو خواجہ مبارک نے اسلام خاں سور کے نام سے معنون کیا ہے۔[1]

اس کتاب کے مصنف کا اصل نام مبارک ہے، مگر اس عہد کے دستور کے مطابق ان کا نام باپ کے نام کے ساتھ ملا کر خواجہ مبارک ارزانی لکھا جاتا تھا، بعد میں کسی نے شاید مبارک کو لقب و وصف سمجھ کر حذف کر دیا، اور صرف خواجہ ارزانی لکھ دیا، جس سے شبہ ہونے لگا کہ ان کا نام خواجہ ارزانی ہے، حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے، ملا عزیز اللہ مداری جو خواجہ مبارک کے نواسے ہیں انھوں نے ان کا نام خواجہ مبارک ارزانی اور ان کے والد کا نام شیخ ارزانی لکھا ہے، ملا نے یہ بھی لکھا ہے کہ از فحول محدثین بودہ اور ان کی تصنیفات حدیث میں مندرجہ ذیل کتابوں کے نام بھی لکھے ہیں۔

(۳) ریحانی شرح مشکوۃ المصابیح

(۴) شرح حدیث انما الاعمال بالنیات وحدیث الایمان بضع وسبعون شعبۃ

مدارج الاخبار کے مصنف کا نام شاہ یسین صاحب بنارسی نے بھی خواجہ مبارک لکھا ہے اور ان کو زبدۃ المحدثین کے لقب سے یاد کیا ہے اور لکھا ہے کہ عالم باعمل اور محدث کامل تھے قبر ملتفاً الحاکم (مقتضا القلمی)

(۵) الفصول شرح جامع الاصول، از حضرت شیخ علی متقی المتوفی ۹۷۵ھ اس کا قلمی نسخہ بانکی پور میں ہے۔

(۶) شمائل النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) از شیخ مذکور اس کا قلمی نسخہ علی گڈھ میں ہے۔

(۷) البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، بڑی تقطیع کے چھیالیس ۴۶ ورق کا ایک رسالہ ہے اس کے مولف شیخ علی متقی رحمہ اللہ ہیں، مہدی کے باب میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کو مصنف نے اس رسالہ میں یکجا کر دیا ہے، مولف کا بیان ہے کہ میں نے سیوطی کے رسالہ العرف الوردی کو مبوب کر دیا ہے اور جمع الجوامع سے کچھ احادیث کا اضافہ بھی کیا ہے

---

[1] تحفۃ الابرار قلمی ورق ۳۲

(۸) حواشی مشکوٰۃ از شیخ عبداللہ سندی، مصنف حضرت شیخ علی متقی کے خلیفہ خاص اور یاران با اختصاص میں تھے، علم حدیث شیخ متقی اور ابن حجر مکی سے حاصل کیا تھا، عربیت میں اتنے ماہر تھے کہ ابن حجر ان سے کہا کرتے تھے اعربوا لنا ھذا الکلام (ذرا اس کی عربی کردو) شیخ عبداللہ کے اجازت نامہ میں ابن حجر نے یہاں تک لکھدیا کہ انھوں نے جتنا مجھ سے استفادہ کیا اس سے زیادہ میں نے ان سے استفادہ کیا، شیخ عبداللہ نے مشکوٰۃ کا ایک نسخہ تصحیح کالمال اہتمام کرکے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا، اور اس پر حاشیہ بھی لکھا تھا، حواشی میں مذہب حنفی کی تائید اور اس کے دلائل ذکر کئے تھے، فرماتے تھے کہ میں نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے، یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے اپنی عمر میں سب سے اچھا کوئی کام کیا ہے تو یہی مشکوٰۃ کی تصحیح ہے، مجھ کو اسی سے مغفرت کی امید ہے، سنہ ۹۹۶ھ میں وفات پائی (تفصیلات، حدائق الحنفیۃ، وتذکرہ علمائے ہند)

(۹) الحواشی علی منہج العمال فی سنن الاقوال، منہج العمال شیخ علی متقی کی تصنیف ہے، اور اس پر مولانا نجیب بن قاسم چندراؤتی احمد آبادی نے حاشیہ لکھا ہے، اس میں حمد وصلوٰۃ کے بعد فرماتے ہیں اما بعد فقد فرغت من مطالعۃ ھذہ النسخۃ ..... ومن تصحیحھا ومقابلتھا وکتابۃ حواشیھا من اولھا الی آخرھا بعون اللہ وحسن توفیقہ فی الحجرۃ الکبری فی الیوم التاسع والعشرین من الشھر المعظم المبارک شھر رمضان عمت وشاعت برکاتہ سنۃ ست وخمسین وتسع مائۃ فی شھر احمد آباد صینت عن الآفات والبلیات وحرسھا اللہ عن الحوادث والنکبات فالمامول من الناظرین والمرحومین المستفیدین من ھذہ النسخۃ ان لا ینسونی من دعائھم المستجاب قالہ افقر العباد الی اللہ الغنی نجیب بن قاسم المرحوم الجندراؤتی

منہج العمال کا قلمی نسخہ جس پر یہ حواشی ہیں جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں ہے، یہ نسخہ محشی کے بھانجے قاضی عبداللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اس کا سن کتابت سنہ ۹۸۶ھ ہے، شیخ نجیب کا مزید حال معلوم نہیں ہو سکا، خود ان کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ حواشی مصنف کی زندگی میں لکھے

ہیں، کچھ بعید نہیں کہ وہ شیخ مصنف کے شاگرد بھی ہوں۔

(۱۰) مختصر المواہب اللدنیۃ، یہ شیخ طاہر بن یوسف سندی کی تالیف ہے، اس کا قلمی نسخہ میں نے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں دیکھا ہے، اس کے سرورق پر نسخہ کے قدیم مالک علی بن عبد اللطیف سندی نے کتاب و مصنف کتاب کا نام یوں لکھا ہے الفوائد الاحمدیۃ لتاج المحدثین شیخ طاہر السندی مگر خود مولف نے کتاب کے اخیر میں یوں لکھا ہے ھذہ النسخۃ فوائد محمدیۃ مستخرجۃ منتخبۃ من المواہب اللدنیۃ استخرجھا فقیر طاہر بن یوسف اس نسخہ کا کاتب حسین بن یحییٰ ہے جس نے اس کو ۱۰۲۰ھ میں نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کم ازکم دسویں صدی ہجری میں تالیف ہوئی ہے، مولف کی وفات ۱۰۰۴ھ میں ہوئی، ان کے حالات کے لئے میرا مضمون "ضمیمہ حیات شیخ عبد الحق" ملاحظہ کیا جائے۔

(۱۱) اسامی رجال صحیح بخاری

(۱۲) موجز القسطلانی (قسطلانی شرح بخاری کا اختصار)

(۱۳) ملتقط جمع الجوامع (سیوطی کی جمع الجوامع کا انتخاب)

یہ تینوں کتابیں بھی تاج المحدثین علامہ طاہر بن یوسف سندی کی تصنیف ہیں۔

(۱۴) شرح صحیح البخاری، مصنفہ حکیم عثمان بن شیخ عیسیٰ بن شیخ ابراہیم صدیقی بوبکانی سندی ثم البرہانپوری، آپ شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی محمود موربی اور شیخ حسین بغدادی کے شاگرد تھے، اور قاضی نصیر الدین بن شیخ سراج محمد بنبانی، شیخ صالح سندی اور قاضی عبد السلام سندی شارح مختصر وقایہ کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا، آپ کی تصنیفات میں شرح بخاری کے علاوہ بیضاوی کے حواشی بھی ہیں، ۱۰۰۸ھ میں چوروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے (گلزار ابرار)

کتب خانہ رام پور میں ایک کتاب دو جلدوں میں غایۃ التوضیح للجامع الصحیح مصنفہ علامہ عثمان بن ابراہیم الصدیقی الحنفی کے نام سے موجود ہے، میرا خیال ہے کہ وہ یہی کتاب ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

(۱۵) شرح شمائل ترمذی، تصنیف شیخ محمد عاشق بن عمر حنفی محدث فقیہ، شاگرد مخدوم الملک عبداللہ بن شمس الدین انصاری سلطان پوری، (المتوفی سنہ ۹۹۰ھ) مصنف نے سنہ ۱۰۳۲ھ میں وفات پائی، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا شمس الحق ڈیانوی کے کتب خانہ میں تھا، اب معلوم نہیں موجود ہے یا ضائع ہو گیا۔

(۱۶) مثبت الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی، یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں شیخ نے اپنی اسانید حدیث جمع کر دی ہیں اور وہ اجازت نامے بھی نقل کر دئے ہیں جو ان کے شیوخ حدیث نے ان کو مرحمت فرماتے ہیں۔

(۱۷) اشرف الوسائل، شرح شمائل ترمذی، یہ کتاب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پڑپوتے شیخ سیف اللہ (بن نور اللہ بن نور الحق بن عبدالحق) کی تصنیف ہے، ۲ ر رجب سنہ ۱۰۹۱ھ کو مکمل ہوئی اور اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی گئی (حیات شیخ عبدالحق صد ۲۶۱)

(۱۸) ترجمۂ فارسی شمائل ترمذی، یہ کتاب قطب الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی کے عہد میں اور ان کے حکم سے سنہ ۱۱۲۳ء میں تالیف ہوئی، چھوٹی تقطیع کے ۳۳۹ ورق پر لکھی ہوئی جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں موجود ہے، میں نے اس کا سرسری مطالعہ کیا ہے، دیباچہ کتاب میں مؤلف نے اپنا نام قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد غاکی بتایا ہے اور ان الفاظ میں اپنا تعارف کرایا ہے "آستاں بوس مدرسہ امام المحققین شیخ نور محمد لاہوری و مدرسہ قدوۃ المحدثین والمفسرین شیخ الحرمین شیخ احمد عرف شیخ جیون"۔ اس تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف ملا جیون امیٹھوی (المتوفی سنہ ۱۱۳۰ھ) کے شاگرد تھے۔

(۱۹) زبدۃ المقاصد فی تجرید الزوائد، یہ المقاصد الحسنہ (سخاوی) کا خلاصہ ہے، مؤلف نے لکھا ہے کہ میں نے مقاصد حسنہ سے ان چیزوں کو منتخب کر کے جمع کر دیا ہے، جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قطعاً نہیں ہے، بلکہ امت کے کسی عالم یا ولی وغیرہ کا کلام ہے مگر حدیث کے نام سے ان کی شہرت ہے، اس رسالہ میں وہ اقوال حروف کی ترتیب پر مذکور ہیں پہلا قول آخر الطب الکی ہے۔

(۲۰) تذکرۃ الاحیاء فی تصفیۃ الاحیاء، یہ حافظ عراقی کی تخریج احادیث احیاء العلوم کی تلخیص ہے، مؤلف کا بیان ہے کہ میں نے اس رسالہ میں صرف ان روایات کو تخریج احیاء سے منتخب کرلیا ہے جو موضوع یا منکر ہیں یا جن کی سند میں کوئی کذاب یا متہم بالکذب یا مردود یا متروک یا فاسق راوی ہے یا جس کی مسند محدثین کے نزدیک معروف نہیں ہے۔

یہ دونوں کتابیں شیخ ابو الفضل عبد الحق بن فضل اللہ المحمدی البنارسی کی تالیف ہیں، مؤلف کا سال وفات ۱۲۸۶ھ ہے، مجلد اللہ سبحانہ میں ۷، ۱۶، ۱۹ و ۲۰ کے مطالعہ سے بہرہ یاب ہوا ہوں۔

(۲۱) رسالہ صداق السیدۃ فاطمۃ الزہراء، تصنیف شیخ صبغۃ اللہ بن محمد غوث مدراسی۔

(۲۲) ازالۃ الغمہ فی حدیث اختلاف الامۃ، تصنیف شیخ صبغۃ اللہ المدراسی

(۲۳) رسالہ تعلیم النساء الکتابۃ، تصنیف شیخ سابق الذکر

ان تینوں رسالوں کے قلمی نسخے کتب خانہ جامع مسجد بمبئی میں میرے مطالعہ سے گذر چکے

(۲۴) ذیل القول المسدد، یہ حافظ ابن حجر کے رسالہ القول المسدد کا تتمہ ہے، اور اسی کے ساتھ حیدرآباد میں چھپا ہے، اس کے مصنف بھی شیخ صبغۃ اللہ مذکور ہیں سال تصنیف ۱۲۷۹ھ ہے۔

(۲۵) کشف الاحوال فی نقد الرجال، یہ کتاب سابق الذکر محدث کے بھائی شیخ عبد الوہاب بن مولوی محمد غوث کی تصنیف ہے، اور المقاصد الحسنہ کے ساتھ طبع ہو کر لکھنؤ سے مدت ہوئی شائع ہو چکی ہے۔

(۲۶) رسالہ در اصول حدیث

(۲۷) فرہنگ صحیح مسلم

(۲۸) تذکرۃ الموضوعات

یہ تینوں کتابیں دار العلوم ندوہ میں موجود ہیں اور فہرست میں مصنف کا نام مولانا عبد اللہ محمدی الہ آبادی لکھا ہوا ہے، ان میں سے بعض خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں، سن کتابت ۱۲۶۵ھ ہے۔

(۲۹) خیر المواعظ، احادیث کا ایک عمدہ مجموعہ ہے طبع بھی ہو چکا ہے، اس کی دو جلدیں ہیں، اس کے مصنف مولانا محمد زماں خاں شاہجہاں پوری استاد نظام الملک محبوب علی خاں نواب حیدر آباد ہیں، آپ کی شہادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی، تفصیلی حالات کے لئے "تذکرہ علمائے ہند" ملاحظہ کی جائے۔

(۳۰) اربعین مسمی احادیث الحبیب المتبرکۃ (۱۲۶۵ھ)، یہ تاریخی نام ہے، جمع کردہ حضرت مفتی عنایت احمد (تلمیذ حضرت شاہ اسحاق دہلوی) متوفی ۱۲۷۹ھ

(۳۱) اربعین مسمی بہ تسخیر (۱۲۷۰) (تاریخی نام) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اربعین کا منظوم ترجمہ، از مولوی ہادی علی لکھنوی۔

(۳۲) ضوء المشکوۃ، حاشیہ مشکوۃ، مصنفہ مولانا فیض الحسن ادیب سہارنپوری (المتوفی ۱۳۰۴ھ) اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں ہے (معارف فروری ۴۸ء)

(۳۳) ظفر الامانی بشرح مقدمۃ الجرجانی، اصولِ حدیث میں بہت محققانہ کتاب ہے، مصنفہ حضرت مولانا عبد الحئی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ

(۳۴) سلطان الاذکار، مصنفہ نواب نور الحسن خاں ولد نواب صدیق خاں بھوپالی، اذکار نبوی کا بہت عمدہ مجموعہ ہے، طبع ہو چکا ہے۔

(۳۵) کشف الاستار عن رجال معانی الآثار، مصنفہ مولانا ابو تراب رشد اللہ شاہ صاحب العلم الرابع (پیر جھنڈا سندھ) معانی الآثار امام طحاوی کے رجال کے بیان میں ہے خود مصنف کا بیان ہے کہ انھوں نے علامہ عینی کی معانی الاخیار سے ان رجال کے حالات نقل کرتے ہیں جو صحاح ستہ کے راوی نہیں ہیں، اس کے بعد معانی الآثار میں جو صحاح ستہ کے راوی

ہیں ان کے حالات تقریب وتہذیب سے لے کر اس کتاب کو ترتیب دیا ہے، یہ کتاب دیوبند سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے، مصنف کا بیان ہے کہ ان کو علامہ عینی کی معانی الاخیار کا نسخہ ۱۲۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں ملا تھا،

(۳۶) اسماء رجال کتاب الآثار، امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الآثار کے رجال کا بیان ہے،

(۳۷) تسہیل المنہج فی اسماء رجال کتاب الحجج، یہ کتاب امام محمد کی کتاب الحجج کے رجال کے بیان میں ہے، یہ دونوں کتابیں مولانا عبدالباری فرنگی محلی مرحوم کی تصنیف ہیں، خدا ان کو جزائے خیر دے کہ اس ضروری کام کی طرف ان کو توجہ ہوئی اور انھوں نے یہ علمی خدمت انجام دی، مگر افسوس ہے کہ یہ کام جتنی محنت وکاوش اور تلاش وجستجو سے انجام دینے کا تقاضا تھی محنت اور جستجو سے وہ کام نہ لے سکے، اس لئے بہت سے رجال کی نسبت وہ اس فن کے ماہرین کے اقوال نہ پا سکے اور نہ ان کو وہ رجال کتب رجال میں مل سکے اس وجہ سے ان کی نسبت ان کو لم ارمن ضعفہ یا لم اعرفہ لکھنا پڑا۔ نیز رجال کے ناموں میں ناقلوں کی ستم ظریفی سے جو تحریف ہو گئی ہے اس پر بھی ان کو تنبہ نہیں ہوا، مثلاً ابان بن لقیط کی نسبت انھوں نے لکھا کہ لم ارمن ضعفہ، حالانکہ یہ نام ہی غلط چھپ گیا ہے، صحیح نام ایاد بن لقیط ہے، اور وہ صحیح مسلم وسنن کا راوی ہے، اور ابن معین وغیرہ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

اور البراء بن قیس کی نسبت لکھ دیا مقبول واللہ اعلم جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کو کتب رجال میں نہیں ملا اور اپنے وجدان سے اس کو مقبول قرار دیا ہے، حالانکہ اس کا ذکر ثقات ابن حبان اور تاریخ بخاری میں موجود ہے،

اور مثلاً علی بن ندیمہ کی نسبت صرف اتنا لکھا کہ لم یجرح ولم یضعف جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جو تحریف ہوئی ہے اس پر ان کو تنبہ نہیں ہوا، اور اسی لئے یہ نام ان کو کتب رجال میں نہیں ملا تو اپنی طرف سے لم یجرح ان کو لکھنا پڑا، حالانکہ صحیح علی بن بذیمہ ہے اور وہ سنن کا راوی اور تہذیب التہذیب میں مذکور ہے۔

اور جیسے حکیم بن عتبہ ان کو کتب رجال میں نہیں ملا، تو صرف یہ لکھ کر آگے بڑھ گئے کہ اخرج لہ الامام محمد بن الحسن فھو مقبول، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس نام میں دو غلطیاں ہوگئی ہیں اس لئے وہ کہیں نہیں ملا، صحیح الحکم بن عتیبہ ہے اور وہ تہذیب التہذیب میں مذکور ہے، اسی طرح اس سے روایت کرنے والا الحسن بن الجبیر ہے نہ الحسن بن الجبر بلکہ الحسن بن الحرّ ہے جو تہذیب میں مذکور ہے، مولانا فرنگی محلی نے الحسن بن الجبر کو تلاش کیا، نہیں ملا تو محض اپنے وجدان سے "مقبول" لکھ کر ختم کر دیا۔

یوں ہی داؤد بن قیس الفراء مطبوعہ نسخۂ انجم میں کاتبوں نے الفزاری لکھ دیا ہے مولانا کو داؤد بن قیس فزاری کہیں نہیں ملا تو لکھ دیا کہ لم اقف علی تضعیفہ حالانکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا صحیح الفراء ہے اور وہ تہذیب میں مذکور ہے،

اسی طرح زہیر بن الصلت ان کو کہیں نہیں ملا تو لکھا لم ار من نبّہ علی ضعفہ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ نام غلط چھپا ہے صحیح زمید بن الصلت ہے اور اس کا ذکر طبقات ابن سعد اور تعجیل المنفعہ میں ہے۔

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے، ورنہ اس طرح کی اور بھی بہت سی فروگذاشتیں ہیں۔

اسماء رجال کتاب الآثار بھی اس عیب سے پاک نہیں ہے، اس میں بھی اس طرح کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، مثلاً

(۱) افلح بن قیس کی نسبت یہ لکھ کر کہ محفوظ ابو الافلح ہے میزان سے یہ نقل کر دیا کہ لا یدری من ھو حالانکہ میزان میں یہ فقرہ اس راوی کی نسبت ضرور مذکور ہے، مگر حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ وہ ثقہ اور معروف ہے، جیسا کہ تہذیب ص ۳۶۹ ج ۱ اور تہذیب التہذیب ص ۱۳ ج ۱۲ سے ظاہر ہے۔

(۲) ابو عازیہ کے باب میں لکھا کہ میں ان سے واقف نہیں ہوا مگر گمان کرتا ہوں کہ یہ ابو الغادیہ ہیں۔ حالانکہ وہ بے شبہ ابو الغادیہ ہیں اگر ابو الغادیہ نہ ہوتے تو ابو عازیہ نام کے راوی کا ذکر تعجیل المنفعہ

یا تہذیب میں ہونا ضروری تھا جیسا کہ تعجیل المنفعۃ کے مقدمہ سے ظاہر ہے۔ اس مثال کے اور نظائر بھی اس کتاب میں ہیں۔

(۳) عبد الملک بن عمیر عن رجل من آل ابی حثمہ او من البلحرث کی نسبت کچھ نہیں لکھا، حالانکہ تہذیب میں عبد الملک کا حال شرح و بسط سے مذکور ہے۔

(۴) کدام بن عبد الرحمٰن کے ذکر میں اتنا لکھ کر چھوڑ دیا کہ لا یعرف مجہول من الثالثۃ کذا فی التقریب وقد روی عند محمد، حالانکہ تہذیب میں ہے کہ ان سے عثمان بن واقد اور امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے اور جب دو شخصوں نے ان سے روایت کی ہے تو اصول حدیث کی رو سے وہ مجہول نہیں رہے، اسی لئے تہذیب میں ابن حجر نے ان کو مجہول کہنے کی نسبت ابن حزم کی طرف کی ہے۔

مولانا کے اوہام میں سے ایک وہم یہ بھی ہے کہ انھوں نے تعجیل المنفعۃ کو شیخ ابن حجر مکی کی تصنیف قرار دیا ہے (دیکھئے مقدمہ التعلیق الممجد ص ۳)

حالانکہ وہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے جو اول الذکر سے اقدم واعلم ہیں۔

نیز امام طحاوی کو کتاب الآثار امام محمد کا شارح قرار دیا ہے (مقدمہ تعلیق ممجد ص ۶۵) حالانکہ کسی تذکرہ نویس نے ان کی تصنیفات میں شرح آثار امام محمد کا ذکر نہیں کیا ہے نہ ان کو اس کا شارح لکھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہیں کہیں کتابوں میں یہ جو لکھا ہوا ملتا ہے کہ ذکرہ الطحاوی فی شرح الآثار تو اس سے مولانا نے شرح آثار محمد سمجھ لیا، حالانکہ لکھنے والوں کی مراد شرح الآثار سے شرح معانی الآثار ہے

(۳۰) الدرر الباھرۃ فی الاحادیث المتواترۃ

(۳۹) الباقیات الصالحات فی الاسانید والاوائل والمسلسلات

یہ دونوں رسالے بھی مولانا عبد الباری مرحوم کے ہیں، ان کا موضوع ان کے ناموں سے ظاہر ہے، یہ سب کتابیں طبع ہو چکی ہیں،

---

(۱) المناھل السلسلۃ فی الاحادیث المسلسلۃ، مطبوعہ مصر

(۴۱) الاسعاد بالاسناد، مطبوعہ مصر، یہ دونوں کتابیں شیخ عبدالباقی ایوبی انصاری فرنگی محلی ثم المدنی کی تصنیف ہیں، مولانا عبدالباقی کی وفات ابھی سے چند برس پہلے ہوئی ہے۔

(۴۲) زجاجۃ المصابیح، یہ کتاب مشکوٰۃ کے طرز پر لکھی گئی ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مشکوٰۃ کے مصنف شافعی ہیں انھوں نے فروع میں وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جن سے شوافع کی تاکید ہوتی ہے اور زجاجۃ المصابیح کے مصنف حنفی ہیں، انھوں نے فروع میں وہ حدیثیں نقل کی ہیں جن سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے، اس کتاب کی پہلی جلد جو کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصوم پر مشتمل ہے پانچ سو نوے صفحات میں حیدرآباد سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے، کتاب کے مولف مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ حیدرآبادی ہیں جابجا مصنف کے قلم سے حواشی بھی ہیں، جن میں فقہی مباحث اور احادیث کی توجیہات ہیں حواشی میں احادیث کی صحت وضعف اور رجال کی بحث بالکل نہیں ہے، حالانکہ یہ بھی ضروری چیز تھی،

(۴۳) شرح شمائل ترمذی، مصنفہ باباجاجی اس کا قلمی نسخہ ابھی حال میں میری نظر سے گذرا ہے، اور اسی وجہ سے اس کو تینتالیسویں نمبر پر جگہ ملی، ورنہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے اس کا ذکر بہت پہلے ہونا چاہیے تھا، اس لئے کہ اس کا سالِ تصنیف ۹۷۶ھ یا ۹۸۶ھ ہے، شمائل ترمذی کی یہ شرح فارسی زبان میں ہے، میرے خیال میں اس کتاب کے مصنف شیخ بابا مسعود کشمیری کے صاحبزادہ شیخ باباجاجی ہیں، جن کی نسبت اسرار الابرار میں مذکور ہے کہ صاحب استعداد کاملہ بود خداوند ارشاد شاملہ و اہل کشف و کرامات بود و خرمن ریاضات و انبار عبادات (اسرار الابرار ورق ۱۹۹) سن وفات معلوم نہیں ہوا مگر اسرار الابرار کا سال تصنیف ۱۰۶۳ھ ہے اور باباجاجی کی وفات اس سے پہلے ہو چکی تھی۔

(۴۴) قلائد الازہار شرح کتاب الآثار، مصنفہ مولانا مہدی حسن شاہجہان پوری مفتی دارالعلوم دیوبند، امام محمد کی کتاب الآثار کی بہت مبسوط اور محققانہ شرح ہے، آثار کی تخریج اور رجال پر بحث کا بھی التزام ہے، میں نے جگہ جگہ سے دیکھا ہے، مفتی صاحب کی محنت قابلِ داد ہے جزاہ

اللہ خیراً، اب تک چھپنے کی نوبت نہیں آئی، کتاب اس قابل ہے کہ کوئی صاحب ہمت اس کو طبع کرادے۔

(۵۴) الحاوی لرجال الطحاوی، اس کتاب کا ذکر اس سلسلہ میں محض تحدث بالنعمۃ کے طور پر ہے، حقیر راقم الحروف نے اس کتاب میں مشکل الآثار اور معانی الآثار دونوں کے رجال جمع کئے ہیں اور بقدرِ امکان پوری تحقیق سے ان کے حالات لکھے ہیں، نیز دونوں کتابوں میں اسماء الرجال میں جو تحریفات و تصحیفات ہوئی ہیں ان کی تصحیح میں بھی بہت کاوش کی ہے اب تک طبع نہیں ہوئی

ان مصنفات کے علاوہ ہندوستانی تالیفات میں ہم کو رسالہ فی لغات المشکوۃ مصنف شیخ محمد طاہر پٹنی، حاشیۂ مشکوۃ مصنف شیخ طیب برہان پوری رسالہ سود مند (جس میں تمام اقسامِ حدیث کو نہایت سلیقہ سے جمع کیا گیا ہے) مصنف شاہ میر شیرازی گجراتی کے نام بھی ملتے ہیں (ملاحظہ ہو حیات شیخ عبد الحق ص۲۴)

نیز اسی سلسلہ کی چیز مولانا عبد الباری مرحوم کی التعلیق المختار علی کتاب الآثار ہے جو امام محمد کی کتاب الآثار پر مبسوط حاشیہ ہے اور غالباً اب تک طبع نہیں ہوا ہے اور اس کتاب پر ایک مختصر حاشیہ شیخ مولانا محمد اسحٰق ہندی ثم المدنی کا بھی ہے جس کی نسبت مولانا عبد الباری مرحوم کا بیان ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے، وہ نافع ہے، اور جہاں ضرورت تھی وہیں حاشیہ لکھا ہے، مولانا اسحٰق ہندوستان سے ہجرت کر کے مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے اور ان کی وفات وہیں ۱۳۲۲ھ میں ہوئی مسجد نبوی میں کتاب الآثار کا درس دیا کرتے تھے (مقدمہ تعلیق مختار ص۶۷)

---

[1] دراصل سندھی ہیں وہیں تعلیم بھی پائی، مفتی یونس سندھی آپ کے استاد ہیں سندھ سے ایلچ پور (برار) اور وہاں سے برہان پور آئے اور وہیں کے ہو رہے ۹۹۰ھ اور ۱۰۰۰ھ کے درمیان وفات ہوئی (گلزار)

[2] حیات شیخ عبد الحق میں شاہ میر کا جو سال وفات نقل کیا گیا ہے غلط ہے، صاحب گلزار ابرار نے شاہ میر کا سال وفات بتایا ہی نہیں ہے، ہاں ان کے پوتے سید ابوتراب کی نسبت البتہ یہ لکھا ہے کہ ۱۰۰۵ھ تک زندہ رہے اور مرآۃ احمدی میں ہے کہ سید شاہ میر شیرازی سلطان محمود بیگڈھ کے عہد میں ۸۹۶ھ میں جاپانیر آئے اور وہیں ان کا مزار ہے، اور ان کے پوتے یا پڑپوتے سید ابوتراب کا سال وفات ۱۰۰۳ھ ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کتاب معلم القاری شرح ثلاثیات امام بخاری بھی ہے، یہ کتاب مولانا رضی الدین ابوالخیر عبدالمجید خاں داماد نواب وزیر الدولہ کی تصنیف ہے اور چھپ چکی ہے مصنف کتاب، حدیث میں شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن سراج حنفی حرم مکی کے شیخ المدرسین کے شاگرد تھے، ۱۲۶۱ھ میں انھوں نے حج کیا اور اسی سال شیخ مذکور کے پاس صحیح بخاری پڑھی اور اسی سال یہ رسالہ تصنیف کیا۔

تفسیر مظہری (عربی)

کلامِ الٰہی کی بہترین تفسیر

علماء، طلباء اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ علمی کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا شکر ہے کہ برسوں کی جدوجہد کے بعد آج ہم اس لائق ہیں کہ اس متبرک کتاب کے شائع ہونے کا اعلان کرسکیں تقریباً تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ صرف آخری جلد جس میں دو پاروں کی تفسیر ہے زیر طبع ہے

ہدیہ غیر مجلد: جلد ۱ اول سات روپے۔ جلد ۲ ثانی سات روپے۔ جلد ۳ ثالث آٹھ روپے جلد ۴ رابع پانچ روپے۔ جلد ۵ خامس سات روپے۔ جلد ۶ سادس آٹھ روپے۔ جلد ۷ سابع آٹھ روپے۔ جلد ۸ ثامن آٹھ روپے۔ جلد ۹ تاسع پانچ روپے۔ جلد ۱۰ عاشر زیر طبع ہدیہ کل ۹ جلد تریسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے

مینیجر مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی